

سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۱۲

تزکیہ و نفس

(لا الہ الا اللہ)

عارف اللہ حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال، پوسٹ بکس ۱۱۸۲
کراچی ۷۴۶۰۰

حرفِ آغاز

جلسہ صیانتہ المسلمین پاکستان کا سالانہ اجتماع ہر سال بامداد شرفیہ لاہور میں اکثر ماہ اکتوبر میں ہوتا ہے جس میں سلسلہ کے اکابر علماء و مشائخ و طلباء و سائیکین اور عاتر النساء سبھی ہوتے ہیں۔ مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی کئی سال سے شرکت فرما رہے ہیں۔ اجتماع کی مرکزی نشست جو بدھ عصر ہوتی ہے حضرت حکیم الامت کے خلفائے کے لیے مخصوص تھی۔ ان حضرات کے ذیلیات تشریف لے چکے کے بعد اب کئی سال سے حضرت والدہ امت برکاتہم کے لیے خاص کر دی گئی ہے۔

پیش نظر وعظ مقرب پتہ مرکزِ نفس والا سے الٹا شدہ تک صیانتہ المسلمین کے اس سال کے اجتماع کے پہلے دن کا بیان ہے جو ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بیڈنہ کی مرکزی نشست میں حضرت والا دامت برکاتہم نے بیان فرمایا۔

صیانتہ المسلمین کے محلہ الصیانتہ ماہ و مہر ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں اس اجلاس کی روئیداد کے ایک جز کو قارئین کرام کے لیے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

بعد از عصر مجلس کے اجتماع کی مرکزی نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد جناب نائب صاحب نے حضرت حکیم صاحب کی تالیف کی جو فی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی اس نعت کو سامعین نے بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ سنا۔

اس کے بعد شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب امت بکاتم نے ایک گھنٹہ تک اپنے دلولہ انگیز خطاب سے سامعین کو نوازا جس کے بعد والی مرکزی نشست میں حضرت حکیم صاحب کے علاوہ حضرت نواب شرت علی خان صاحب قیصر، حضرت مولانا مفتی محمد وحید صاحب حضرت مولانا مفتی عبدالغفور صاحب ترمذی صدر مجلس صیانتہ المسلمین سابقہ سراج الدین سرگودھا، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب شرفی نائب اہم ہامدا شرقیہ لاہور حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر محمد ثور احمد خان صاحب مظلوم صدر مجلس صیانتہ المسلمین حیدرآباد، حضرت مولانا شرف علی صاحب تھانوی ناظم مجلس ہذا، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب صدر مجلس صیانتہ المسلمین فیصل آباد اور دیگر اکابرین نے شرکت فرما کر اجتماع کو رونق بخشی اور یہ سب حضرات اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ ”الصیانتہ مجتہدہ“

اللہ تعالیٰ اس دعا کو شرف قبول عطا فرمادیں اور امت مسلمہ کے لیے نافع فرمادیں اور حضرت والا اور جامعہ و ترب اور جمہور سامعین کے لیے قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ امین۔ آخر عید عشرت میل میر علی حسنہ

یکے اذندام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب امت بکاتم

سہ شنبہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۰۷ء

تزکیہ نفس لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَك

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ آمَنَّا بِهِ
ثَّابِتُونَ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
وَإِذْ كُنَّا نَسُودُكَ وَنَبْتَغِيكَ وَنَبْتَغِيكَ الْغُيُوبَ الْمَشْرُوبَ وَ
الْمَشْرُوبَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا وَاضْبِرْ عَلٰی مَا
يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِينًا

حضرات ماسعین! ابھی آپ کے سامنے جن آیات کی تلاوت کی گئی
اس سلسلہ میں حضرات تھمتیں نے فرمایا کہ ان آیات کے اندر تزکیہ نفس کے منازل کو
اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز میں بیان فرمایا ہے۔ وَاِذْ كُنَّا نَسُودُكَ وَنَبْتَغِيكَ
حق سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارا نام لو۔ حضرت حکیم الامت مجدد ملت محمدیہ
نماز شریف میں صلیب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں عجیب
انداز، عجیب عنوان سے فرمایا کہ اپنے رب کا نام لیجئے۔ یہاں رب کیوں فرمایا؟
رب کے معنی ہیں پالنے والا اور پالنے والے سے فطرتاً محبت ہوتی ہے اسی
لیے اپنے ماں باپ سے ہر انسان کو محبت ہوتی ہے۔ اہل عنوان سے بیان

کر کے گویا اللہ تمہارے لئے فرما دیا کہ میرا نام محبت سے لیا کرو کیوں کہ میں ہی تمہارا پاسنے والا ہوں۔ مولانا رومی رحمہ اللہ علیہ آپ کو فرماتے ہیں :-

عام می خوانند ہر دم نام پاک
ایں اثر نہ کند تا نبود عشقناک

عام لوگ ہر وقت سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں لیکن یہ ذکر اس وقت تک اثر کا مل نہیں کرتا جب تک محبت سے نہ کیا جائے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر محبت اثر کا مل نہیں ہوتا ورنہ اللہ تمہارے لئے نام بہت بڑا نام ہے۔ اگر غفلت سے بھی زبان سے اُٹھائیں گے تو بغیر اثر کے نہیں رہ سکتا۔ ایک مہذب جنگل میں دھماکے رہا تھا کہ اسے اللہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر فضل و رحمت فرما دیجئے۔ سبحان اللہ! کیا عجیب اعزاز تھا مانگنے کا، بعض اوقات مہذبوں سے اور عامیوں سے ایسی دھماکے مل جاتی ہیں کہ بڑے بڑے حیرت میں رہ جاتے ہیں۔ خواہر صاحب فرماتے ہیں :-

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یا دان کی دیشیں ہوتی

اور فرماتے ہیں :-

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی چھوڑیں تخت سلیمان تھا

تہنائی کے آنسوؤں کی قیمت | اور اگر ذکر کی حالت میں کچھ
آہستہ بھی ہوگی اور تہنائی

یہی ہو تو یہ آنسو قیامت کے دن میں عرش کا سایہ دلائیں گے رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ
 عَالِيًا أَفْضَلَتْ عَلَيْهِ نَوَاجِدُ صَاحِبِ فِرَاتٍ ہیں کہ تنہائی اور ذکر اللہ کے جو آنسو
 ہیں، اللہ کی محبت کے جو آنسو ہیں ان پر ستارے رشک کرتے ہیں جب کوئی
 گنہگار بندہ رورو کے اپنی مغفرت مانگتا ہے تو اس کے رونے اور گڑگڑانے
 کا اور اس کے آنسوؤں کا اللہ کے نزدیک کیا مقام ہے علامہ آئوسی بغدادی
 رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ انا انزلنا کی تفسیر میں ایک حدیث قدسی نقل کی ہے حدیث
 قدسی کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں کہ وہ کلام نبوت ہے جو زبان نبوت
 سے ادا ہو لیکن نبی یہ نسبت محذوے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں کی محبوبیت

لِذَلِكَ دَرَيْتُ قَدْسِي فِي اللّٰهِ
 تَعَالَى كَأَرْثِ دُوبِهِ

لَا تَزِيغُنِي الْمُنْهَرِبِينَ أَحْسَبُ لِي مِنْ رَجُلٍ الْمُسْتَجِيفِينَ گنہگاروں کا تار اور ان
 کا رونا اور گڑگڑا کر مجھ سے معافی مانگنا اور ان کی آؤ و زاری اور اشکباری مجھے تسبیح
 پڑھنے والوں کی شُکّان اللہ شُکّان اللہ سے زیادہ محبوب ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں ۷

کو برابر می کنند شاد مجید

اشک و درد و زلزل باخون شہید

اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے خداست کے آنسوؤں کو شہید کے خون کے برابر
 وزن کرتے ہیں اور مولانا رومی خود اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ
 ہے کہ خداست کے یہ آنسو پانی نہیں ہیں بلکہ بگر کا غران ہیں۔ خوف خدا سے

جب جگر کا خون پانی بن جاتا ہے تب وہ آسنوں کو نکلتا ہے۔

اور علامہ آلوسی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
آسنو نمکین کیوں ہیں؟

میں جہاں آسنو کا مرکز اور مستقر ہے وہاں کوئی زہریلا مادہ یعنی انٹیکشن پیدا نہ
 ہو جیسے کہ سمندر میں بچکس فیصد نمک ڈال دیا جس سے آج تک سمندر
 کے پانی میں زہریلا مادہ نہیں پیدا ہوتا ورنہ کراچی، دہلی، ممبئی اور دنیا بھر کے
 پینے والی علاقے ہیں وہاں زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ سمندر کی ساری پھیلیاں مر
 جاتیں انسان کی غذا میں ختم ہو جاتیں اسی لیے آسنوں کو کبھی اللہ تعالیٰ نے نمکین
 بنا دیا تاکہ میرے بندوں کی آنکھوں میں جو حدود ہیں جہاں آسنوں کی قبیل ہے
 ہمیں اس میں زہریلا مادہ پیدا نہ ہو جائے۔ سبحان اللہ! کی شان ہے
 اور نمک پر اس وقت مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا۔

جن کی صورت میں ہو نمک شامل

واجب الاحتمیاط ہوتے ہیں

جن کو ہائی بلڈ پریشر کا مرض ہوتا ہے نمک سے پرہیز کرتے ہیں یہاں
 میرے ساتھ کراچی سے ڈاکٹر عبد السلام صاحب آئے ہوئے ہیں میں نے
 ان سے کہا کہ اپنے مطلب میں میرے دو شعر لکھو دیکھتے ہیں جہاں ہائی بلڈ
 پریشر کے لیے ہے اور دوسرا جہاں ہائی بلڈ پریشر کے لیے جہاں ہائی بلڈ پریشر
 والوں کے لیے یہ ہے۔

جس غذا میں بھی ہونک شامل
واجب الاحتیاط ہوتی ہے
اور دوسرا شعر روحانی ہائی ٹیڈ پریش کے لیے ہے ۔
جن کی صورت میں ہونک شامل
واجب الاحتیاط ہوتے ہیں

اور جس دن چاند چڑھیں مار سچ
کا جزا ہے سمندر میں جوار بھانا

حفاظتِ نظر کی ایک حکمت

اور اس کی موجوں میں غنیائی آجاتی ہے ۔ لہذا جو لوگ زمین کے چاندوں سے
اپنی نظر نہیں بچاتیں گے ان کے قلب کے سمندر میں جوار بھانا اور اتنی زیادہ
غنیائی آئے گی کہ بے ساختہ حواس باختہ ہو جائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کا
امان ہے کہ جس ذاتِ پاک نے ہمیں نظر کی حفاظت کا حکم دے دیا ۔

حرمتِ زنا کی ایک حکمت

فرانس (وی یمن) میں ایک عیسائی
نے سوال کیا کہ اسلام میں زنا کیوں
حرام ہے ۔ میں نے کہا اس لیے تاکہ آپ حرامی نہ رہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے
اپنے بندوں کو حلالی رکھنے کے لیے زنا کو حرام فرمایا جس ملک میں عورت
دوستِ مشترکہ ہو وہاں کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا نسب جمع نہیں ۔ اسی
لیے ان کے قلب میں ماں باپ کی عزت اور عظمت بھی نہیں ۔ لندن میں
انگریزوں کے ماں باپ جب بڈھے ہو جاتے ہیں تو ان کو مرغی فارم کی
طرح باہر پھینک آتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ مل آتے ہیں کیونکہ انگریز

جب بالغ ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ پتہ نہیں میں کس کا لڑکا ہوں۔ ان کی ماؤں کے پاس نہ جاتے کھتے لوگ آتے رہتے ہیں۔ استغفر اللہ! اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ جس نے زنا تو کرنا مقدس زنا کو بھی حرام قرار دیا یعنی نظر بازی جو کہ سبب ہے زنا کا۔ سب سے پہلے زنا آنکھوں سے ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے **زَنِیُّ الْقَبْرِیْنِ النَّظَرُ** جس نے کسی کی ماں بہن بیٹی یا بے ریش لڑکے کو دیکھ لیا آنکھوں کا زنا ہو گیا۔ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے اور **زَنِیُّ الْبَلَدِ النَّظَرُ** اور نامحرم عورتوں سے گپ شپ مارنا، بے وجہ باتیں کرنا اور حرام مزہ پینا یہ زبان کا زنا ہے۔ حاجی بے چارہ جو عرو کر کے بی آئی لے پر یا کسی بھی بہار پر جھنڈ ہے فدا سامنے اتیرے پوش دکھائیں کیا آتی ہیں کہ حضور کیا کھائیں گے کیا پیئیں گے اور حاجی صاحب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دے رہے ہیں کہ آیا یہ چاہیے، وہ چاہیے اور اگر کم عمر ہے تو بیچی کہتا ہے۔ یہ بیٹی کہنے سے وہ بیٹی نہیں ہو جاتی۔ آج کل بد معاشریوں کے ہتے سے رستے بھلائے گئے ہیں۔ شوہر کہتا ہے کہ یہ مریہ سے یہاں کیوں آتا ہے یہی صاحبہ کہتی ہیں کہ خیر وارد خاموش رہنا۔ یہ ہمارا منہ بولا بھائی ہے۔ اللہ شہید ان تمام فتنوں سے حفاظت فرماتے۔

پالنے والے کا نام محبت سے لیجئے | قرین عرض کر رہا تھا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ

نے **وَإِذَا كُنَّا أَهْلَ دَارٍ** میں سب کا لفظ نازل فرما کر یہ بتا دیا کہ اپنے پالنے والے کا نام محبت سے لو۔ **بِکَلَامِ الْأُمِّ** فرماتے ہیں کہ جو کلام محبت سے

اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا وہ اس لفظ کا حق ادا نہیں کرتا حالانکہ ان کا نام تو اتنا
شیریں ہے کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تام اوچر بر زبانم می رود
ہر بن موز حاصل جوئے شود

حبیب اللہ تعالیٰ کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میرے جسم کے جتنے
بال ہیں شہد کے دریا ہو جاتے ہیں۔

یہ شکر و شہنزی میں فرمایا اور دیوان شمس تبریز جو درحقیقت انہیں کا کلام ہے
لیکن ادب کی وجہ سے اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی کی طرف نسبت
کردی اس میں فرماتے ہیں کہ

لے دل ایں شکر و شہنزی یا لکھ شکر باری

لے دل یہ شکر زیادہ مٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔

لے دل ایں قر و شہنزی یا لکھ قر سار

لے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے
جس نے میل میں ذرا سا نمک ڈال دیا اور مینوں پاگل ہو گیا خود ہی ناپاک نمک
کا کیا عالم ہو گا جس نے ساری کائنات کے حسینوں کو نمک عطا فرمایا ہے اس
خالق نمک سے دل لگا کر دیکھو۔ جس نے مولائے کائنات کو پایا واللہ کس
نے تمام یلے کائنات کو پایا۔ اس کے قلب میں حوروں سے زیادہ
مرہ آجاتا ہے۔ کیونکہ حویں مخلوق ہیں، جنت مخلوق ہے، حادث ہے۔

ذکر اللہ کا مفرہ جنت سے بھی زیادہ ہے | اللہ تعالیٰ کے نام کے

برابر جنت بھی نہیں ہو

سکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَوْ يَخْتَلِفُ ذُنُوبُ كُنُوزِ آفَاقٍ مِثْرًا كُنْزِ كُوفٍ مِثْلُ نَسِيسٍ جِبِّ انْ كِي ذَاتِ كَا كُوفِي مِثْلُ نَسِيسٍ هُوَ سَكْتَا تَرَانِ كِي نَامِ كِي لَذَاتِ كَا
بھی کوئی مثل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب
ہو گا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی۔

چنانچہ مست ساقی کو مسے ریختہ

ذکر اللہ کے دوق | دوستوں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ذکر کے دوق تو ہیں

نمبر ۱۔ یہ کہ کسی شیخ کامل سے مشورہ کر کے ذکر کیجئے

یہیے کوئی طاقت کی دوا یا کوئی خیر و اسپ کسی طبیب سے پوچھ کر استعمال کرتے ہیں
ایک ٹھیکرے کا شند سے نے طاقت کے لیے ڈیڑھ پاؤ باوام کھالیا۔ پھر
ساری رات کرتے بیٹان اُتار کر نگلی پہن کر پاگل کی طرح پھرتا رہا۔ صبح صبح میرے
پاس آیا۔ میں نے کہا کہ اگلا ہاتھ لکھا ہے کہ سات عدد یا تو عدد اور زیادہ سے
زیادہ دوا باوام کھا سکتا ہے اور تم نے ڈیڑھ پاؤ کھالیا اس کا یہ اثر ہوا۔ اب آج
کھا ہمت کھاؤ۔ صرف وہی کی کسی پیرو اپنول کا چھٹکا ڈال کر۔ دن بھر میں کم
از کم چالیس بچاں گلاس پی جاؤ۔ مثلاً تک وہ کسی پیتا رہا۔ بعد ازاں کے آیا
کہ اب باکو دماغ صحیح ہوا ہے ورنہ پاگل ہو جاتا۔

پس اسی طرح شیخ سے مشورہ کی ضرورت ہے کہ کتنا ذکر کریں۔ مجھ کو مولانا

شیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خانقاہ تھانہ بمبون حضرت حکیم الامت کے پیچھے بنے بتایا کہ حضرت نے ایک شخص کو دو ہزار روپے اللہ اللہ بتایا۔ اس نے پیچھے میں ہزار روپے بڑھ لیا۔ گرم ہو کر خانقاہ تھانہ بمبون کے کنویں میں کود گیا۔ جب کوہا تو ہم لوگ دوڑے بڑی مشکل سے اس کو نکالا۔ پھر حضرت نے پانی دم کر کے پلایا۔ جب اس کو ہوش آیا تو حضرت نے اس کو سخت تنبیہ فرمائی اور خوب لڑاٹ لگائی کہ کلام میری بتائی ہوئی تعداد سے زیادہ کیوں ذکر کیا۔ جتنا شیخ بتاتے اتنا ہی ذکر کرو۔

خواجہ عزیز اکبر مجدد دہلی مراد آباد علیہ نے ایک بار پوچھا کہ حضرت

ذکر کے لیے مشورہ شیخ کی اہمیت

ذکر کے لیے شیخ کے مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کا نام تو بہت بڑا نام ہے ان کا نام لے کر کیا ہم اللہ ولے نہیں بن سکتے؟ کیا ذکر ہم کو اللہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ اس میں شیخ کا مشورہ کیوں ضروری ہے؟ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب اللہ تک تو آپ پہنچیں گے ذکر ہی سے لیکن ایک بات مومن لیے کہ کائناتی قوتوار ہی ہے لیکن کب کائناتی ہے؟ جب مسابہا کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ شیخان اللہ اکبر مثال دی اولیٰ کے لہائی قیامتی پہنچا دے فرمایا کہ اسی طرح خدا تک تو ذکر ہی سے پہنچیں گے لیکن کب اللہ ولے کے مشورہ سے اس کی دوائیں اور توجہ بھی شامل حال ہوگی پھر وہ آپ کی دماغی صلاحیت کو بھی دیکھتا ہے کہ کتنا ذکر کر سکتا ہے۔ کتنے لوگ جن کا سچا اور کافی پیر اور مرشد نہیں ہوتا زیادہ ذکر کر کے پاگل ہو رہے ہیں۔ لوگ ان کو مجدد و نبی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مجدد و نبی نہیں ہیں۔ ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ مجھے ذکر میں روشنی نظر آ رہی ہے

حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ فرماؤ ذکر ملتوی کریں اور باہام اور دودھ پین اور
سفر میں تیل کی لکاش کریں اور صبح سٹگے پاؤں منبر پر بیٹیں اور پائے دو تلوں سے کچھ
غرض طبی کریں۔ غلوق سے دور تنہائی میں رہتے رہتے اور زیادہ ذکر و فکر کی وجہ
سے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے۔ اس خشکی کی وجہ سے یہ روشنی نکل آ رہی ہے۔ یہ
بے تشخیص محقق۔ اگر کوئی جاہل پیر ہوتا تو کتنا کہ جب بلوہ نظر آ گیا قراب کھاؤ علوہ
اور بویہ غلاف سے جاؤ۔ مکیم الاثنت نے فرمایا کہ یہ تو خلافت ہی کا امیدوار ہر گاہا لیکن
میرے جواب کو دیکھ کر کیا کہے گا۔ معلوم ہوا کہ شیخ کا مشورہ کتنا ضروری ہے۔
دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ نہایتے تو شیر بنانے میں کیا حرج
ہے یہ حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب و امت برکاتہم فرماتے ہیں کسی کو اپنا
دینی مشیر بنائیے مشورے لیجئے۔ بیعت ہونا تو سنت ہے مگر حضرت حکیم
الاثنت نے فرمایا کہ کسی مصلح کامل سے تعلق میرے نزدیک فرض ہے۔ عادت اللہ
یہی ہے کہ اصطلاح بغیر اس کے نہیں ہوتی۔

ذکر اللہ کا دوسرا حق کیفیت ذکر ہے | کینت ہے اور دوسرا حق

کیفیت ہے ذکر کما اور کیفا کامل ہو یعنی جو مقدار شیخ بتاے وہ مقدار پڑھنی چاہئے
اے ایک کزور، زکام، بخار ہو یا سفر ہو لیکن باہل نافہ پھر بھی نہ کریں جیسے سفر میں اگر
کھانا نہیں ملتا تو ایک پیالی چائے آئیشن کی پی لیٹے ہیں جو باہل نام کی چائے ہوتی
ہے تاکہ زکام نہ ہو۔ اسی طرح سفر میں مجبوری ہے تو چائے لا انا اللہ کی ایک ہی
تسبیح پڑھ لیجئے اور ایک تسبیح اللہ اللہ کر لیجئے۔ بغیر اللہ کا ذکر کیسے ہوتے سوا ہا

مناسب نہیں اور جب حالت سفر نہ ہو تو مقدار کو کثرت پوری کیجئے اور دوسری چیزیں کیفیت ہے اللہ کا نام محبت سے لیا جائے اور اس کی متنی مثال حضرت مولانا شاہ ہزارخوٹ صاحب نے پیش فرمائی کہ اگر آپ کو ایک گلاس پانی کی پیکس ہے لیکن کوئی ایک چمچ پانی پیش کرے تو کیا پیاس بجھے گی؟ معلوم ہوا کہ مقدار بھی پوری ہونی چاہیے۔ اسی طرح اگر پانی تو ایک گلاس مگر دوا مقدار پوری کی اگر دوا کا جلا ہو اگر م پانی تو تو بھی پیکس نہیں بجھے گی کیوں کہ کثرت تو صحیح تھی لیکن کیفیت نہیں تھی اسی طرح ذکر کی کثرت و مقدار بھی پوری ہو اور کیفیت بھی صحیح ہو تب نتیجہ کامل ہوتا ہے جس طرح ہم آپ بھائی غذاؤں میں سوچتے ہیں کہ کثرت بھی پوری ہو اور کیفیت بھی صحیح ہو مثلاً کباب ہے اگر دو ٹھنڈا ہو فرجی کا تو مزہ آئے گا، اگر م کباب ہو، اگر م سالن ہو تو مزہ زیادہ آتا ہے۔

گرم کھانے کی ممانعت کا مفہوم

اس پر ایک واقعہ یاد آئی کہ مجھے
میں ایک صاحب نے کہا کہ

حدیث شریف میں ہے کہ کھانا گرم مت کھاؤ اور مشکوٰۃ شریف لاکر حدیث پاک دکھا بھی دی کیوں کہ فاضل دہلوی بدستے۔ میں نے کہا کہ اس کی شرح مرقاۃ لاسیئہ۔ جب شرح دیکھی تو اس میں لکھا تھا کہ صابا کھانے کو تھوڑی دیر ڈھانک کر رکھ دیتے تھے **حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ غِلَظُ الْهَضَارَةِ وَكَثْرَةُ الْخَسَارَةِ** یعنی تیزی اور شدت گرمی کی کھل جاتے ایمان ہو کہ بھاپ نکل رہی ہو اور منہ جل جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ٹھنڈا کھانا کھاؤ۔

تب ان مولانا نے کہا کہ جن کا اللہ اور پھر ماشاء اللہ میرے ہر بیان میں شریک

رہے اور میرے کان میں کہا کہ اگر آج اس کی شرح آپ نہ بتاتے تو بہت سے اکابر کے مثل پر شبہ جو جاتا کیوں کہ حضرت مولانا ابراہیم صاحب تو گرم گرم جیاتی بار بار منہ کانکھاتے ہیں۔ ہم کو شبہ ہو گیا تھا کہ ہمارے اکابر گرم کھانا کیوں پسندتے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کیفیت بھی فوری کرے اور کیفیت بھی فوری ہو یعنی درود محبت سے زمین و آسمان کے خالق کی نعمتوں کو سامنے رکھ کر رب العالمین کا، اپنے پائے والے کا نام لے جیسے مینوں دریا کے کنارے ریت پر لیلیٰ بلی لکھ رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ لیلیٰ کا نام کیوں لکھتے ہو تو وہی نے کہا کہ جب دیکھنے کو نہیں دیتی تو اس کا نام کھوکھلے دل کو تسلی دیتا ہوں۔

گفت مشق نام لیلیٰ می کنم
خاطر خود را تسلی دهم

ذکر اللہ کا انعام | اسی طرح ہم آپ مشق نام مولیٰ کریں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے ہیں تو ایک دین ایک اللہ ایسا لکھو گا

کو زمین سے آسمان تک شریعت روح افزا بھر جائے گا۔ ہمدرد و اتنا شریعت نہیں بنا سکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے گئے کے اندر کس پیدا کرتا ہے جس سے شکر بنتی ہے مگر خدا گنوں میں رس نہ پیدا کرتا تو ساری دنیا کے گئے پھر دانی کے ڈنڈوں کے بھاؤ یک جا نہیں۔ لہذا جو ذات پاک سارے عالم کو شکر مہلا کرتی ہے اس کے نام میں کتنا درس ہو گا۔ پھر آپ موانیوں کے زیادہ خون نہ رہیں گے۔ پیرہن جو کھانچے منع نہیں کرتا لیکن اللہ کا نام محبت سے لینے پھر ساری دنیا کی مٹھائیاں ان شاء اللہ خود بخود روج میں محلول ہو کر اتر جائیں گی۔ میں نے یہ مثنوی خود چڑھا ہے کہ سائیں

تو کاشا نے حضرت حکیم الامت قاضی سے عرض کیا کہ اچھی مولوی صاحب جب میں اللہ کا نام لوں ہوں تو میرا منہ میٹھا ہو جاوے ہے۔ یہ ساراں پور کی برلی ہے پھر قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مولوی صاحب میرا منہ میٹھا ہو جاوے ہے۔ شیخ محی الدین الودری کا دعویٰ رزق اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ کے نام سے دل تو سب کا میٹھا ہو جاتا ہے لیکن بعض عاشقین سالکین عارفین کا منہ بھی اللہ میٹھا کر دیتا ہے لیکن کوئی ذکر الہی نہیں جس کا دل میٹھا نہ ہو جاتا ہو اور ذکر کے بارے میں مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رزق اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر کو ذکر نہ کہ شایع چاہتا ہے اور فرمایا کہ مجھ سے حضرت حاجی ادا واللہ صاحب مہاجر کی رزق اللہ علیہ نے خراب میق فرمایا کہ عبد الغنی تم ایک کام کرو کہ صرف سو مرتبہ اللہ کہیں گے کہ کو اور قصور کرو کہ میرے بال بال سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔ تو فرمایا کہ چوبیس ہزار دفعہ اللہ اللہ کہنے سے جو نفع ہوتا ہے وہ ایک ہی تسبیح میں اللہ تھائے عطا فرمادیں گے یہ ذکر ان کے لیے ہے جن کے پاس زیادہ وقت نہ ہو یا ضعف ہو، کمزوریوں کے لیے ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رزق اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تسمیہ بھولو پہلو ان ایک لکھ ذکر سے جس مقام پر پہنچے گا کمزور لوگ پانچ سو یا ہزار بار اللہ اللہ کہنے سے اسی مقام پر پہنچیں گے کیوں کہ پہنچنے والے تھکا ہی ذکر کریں لیکن جب تک پہنچانے والا توجہ نہیں کرے گا کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ جب نہ ہو کوئی سالک اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کا راستہ غیر محدود ہے۔ جب غیر محدود طاقت سے اللہ کہہ جاتا ہے تب جا کر سلوک ملے جوتا ہے اور یہ جو ہم ذکر کرتے ہیں یہ ان کی رحمت کے لیے بہانا ہے۔

کھولیں وہ یا نہ کھولیں، اس پہ جو کون تیری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صد گناہے جا
اور مولانا مہدی الدین روٹی فرماتے ہیں۔

گفت چہ غیر کہ چوں کوئی جسے
چہ غیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کا دروازہ کھٹکتا ہے رہو گئے
ما قبت یعنی اڑاں درجہ سرے
تو ایک دن دروازہ سے ضرور کوئی سر نکلتے گا۔

ذکر اللہ وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے | فرماتے ہیں کہ اسی طرح
جب اللہ اللہ کرتے رہو

گے تو ضرور اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔ ذکر ایک ہی سانس میں جب اللہ کہتا ہے تو
اپنے نام کے صدقہ ہیں اللہ تمہارے اس کو اپنے دروازہ تک پہنچا دیتا ہے۔
الَّذِي ذَكَرَكَ لَوْ أَقْبَعْتَ عَلَى الْبَابِ يَسْمَعُ الَّذِي ذَكَرَكَ الَّذِي وَقَعَتْ عَلَى بَابِ اللَّهِ
جس نے اللہ کہا وہ اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن دروازہ ابھی نہیں کھلے
گا۔ کھٹکتا ہے رہو، جب ان کو رحم آجائے گا دروازہ کھل جائے گا اور مکمل رحمت
نے فرمایا کہ اللہ اللہ کرنے والا ایک نہ ایک دن ضرور صاحب نسبت ہو جاتا
ہے۔ ذکر کرنے میں تو زمانہ لگ سکتا ہے سال بھر چھ مہینہ لیکن فرماتے ہیں کہ
جب دروازہ کھلتا ہے، جب نسبت عطا ہوتی ہے تو اس میں تدریج نہیں ہوتی
نسبت اچانک عطا ہوتی ہے کہن و اعد میں۔ دُنیا میں جی ویٹھے۔ آپ میرنگ
دروازہ کھٹکتا ہے یہی لیکن صاحب کان جب دروازہ کھولے تو اچانک کھولتا ہے، تھوڑا سا

نہیں کہتا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے ذرا تاک نکالی، پھر منہ کھلا، پھر سامنے آیا۔
دروازہ اپنا کھٹکتا ہے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی
طرح اللہ تعالیٰ اپنی نسبت پر اولیاء اللہ کو دیتا ہے یہ اپنا کھٹکاتا ہے۔
لیکن اس کے لیے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ شیخ کا ہونا یعنی صحبتِ اہل اللہ کا التزام

۲۔ ذکر اللہ کا دوام

۳۔ غنا ہوں سے بچنے کا اہتمام

اگر اُمت یہ تین کام کر لے تو اس کے ولی اللہ ہونے میں کوئی شک ہے
اور یقیناً ساری اُمت ولی اللہ ہو جائے۔

روحانی حیات صحبتِ اہل اللہ پر موقوف ہے

پہلے تو کسی مرادی اور شیخِ کامل سے تعلقِ کامل ہونا چاہیے اور اس کی صحبت میں
اس طرح رہے کہ کچھ دن مسلسل کے ساتھ اس کے ساتھ رہ لے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ
کہ میرے اہلِ مسلسل ایکس دن جب مُرنی کے پروں میں رہتا ہے تب اس میں جان
آتی ہے۔ اگر کچھ دن مُرنی کے پروں میں اٹھا رکھ دو پھر یا مُرنی کو بھاگ دو یا اللہ
اُٹھا لو تو اُنڈے میں بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ جس طرح اُنڈے میں جمانی حیات کے
لیے ایک مدت تک مُرنی کے پروں میں رہنا ضروری ہے یہاں تک کہ مردہ
زردی حیات پا کر پتھر بن جائے اور پھر وہ چمچ سے چمکنے کی سبیل تڑ کر باہر آ
جاتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اسی طرح کہ سے کم چاہیں دن مسلسل کسی اللہ

دلے کی صحبت میں رہ لو مگر اس طرح کو نفاقہ کی حدود سے پان کھانے کے لیے بجی نہ کھو۔ چالیس دن باگل اپنے کو نفاقہ میں محصور کر لو تو اللہ تعالیٰ پھر ایک رُوحانی حیات عطا فرماتے ہیں جس کو نسبت کہتے ہیں۔ یہ بات چاہے ابھی سمجھ میں آئے لیکن کر کے دیکھتے۔ جیسے زردی سے کہو کہ کچھ دن مُرغی کے پروں کی گرمی ملے تو پتھر پیدا ہو جائے گا تو اس زردی میں اتنی بھی صلاحیت نہیں کہ جن کے تلسے تو کوئی بس مُرغی کے پروں میں رکھ دے یہاں تک کہ اکیس دن بعد بچہ اٹھ سے کے چھلکوں کو توڑ کر زبانِ حال یہ شعر بڑھتا بڑھا نکلتا ہے۔

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا

مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اللہ والوں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اسی رُوحانی حیات دیتا ہے کہ سالک غفلت کے تمام تعلقات کو خود بخود توڑ دیتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اسے دُنیا والو! اگر تم دنیوی تعلقات کی دو سو زنجیروں میں بھیں جکڑو گے تو ہم ان زنجیروں میں نہیں جکڑ سکتے۔

غیر آں زنجیرِ ذلّت و ہر

گر دو صد زنجیرِ آدمی بردم

اگر دنیوی تعلقات کی دو سو زنجیریں ملے اہل دُنیا لاؤ گے تو ہم سب کوڑوں کے ملے اللہ کی محبت کی زنجیر کے کہ اس میں گرفتار ہونے کے تو ہم خوشی میں

قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے

حکیم الامت
مجددِ اہلسنت

تھانوی رمزا اللہ علیہ نے قسم اٹھائی تھی کہ خدا کی قسم جب کسی ولی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی کرسی خالی نہیں رکھی جاتی۔ فوراً اس کرسی پر دو سرا ولی بشادیابا جاتا ہے اور یہ شعر پڑھا تھا۔

چہنوز آں ابر رحمت در قشایست

فم و فم حنا با مهر و نشان است

آج بھی وہ نفسِ بادی ہے اور بیتِ حکیم اجلِ خان نہیں ہیں مگر ان کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کو کلاش کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ کیوں کہ آج حکیم اجلِ خان نہیں ہیں لہذا میں آج کل کے شرِ پڑھیکمیں سے علاج کرانا اپنی توہین سمجھتا ہوں شیخ یا تو پاگل ہے یا سب سے بے وقوف، جو موجودہ طبیب ہیں آپ ان ہی سے علاج کراتے ہیں اسی طرح رُوحانی بہاریوں کے علاج کے لیے اگر ہم حضرت یزید ربیعہ علیہ السلام کی خدمت بنید ہند آئی، کا شیخ عبدالقادر جیلانی کا انتظار کریں گے تو رُوحانی صحت ہو چکی ہے کچھ انتظار نہ کیجئے جو موجودہ اجلِ اندھوں اور سے علاج کراتے۔

کو نوا مع الصادقین کا مطلب

کونو امع الصادقین کا مطلب

ہے کہ قیامت تک اہل اللہ کو پیدا فرماتے رہیں کیوں کہ انہوں نے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی زمانہ میں قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل محال ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ** اے ایمان والو! متقویٰ اللہ! کر کے میرے دوست بن جاؤ اور اپنی عداوت کے سحر پر تاج الہیت نہ کرو، یہی قرآنی حکم ہے جو ہر گز اپنی نہیں ہو سکتا جب کہ متقویٰ اللہ تعالیٰ میں کر کے اللہ کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔

سے ملے گا۔ فرماتے ہیں كُتُوَابُ الصَّادِقِينَ تَصَوُّفُ الْمُتَّقِينَ کی صحبت سے ملے گا جس کی تفسیر علامہ آلوسی نے کی ہے اَيَّ خَالِطُوهُمْ لِكُتُوَابِهَا لَمْ يَمْنَحْ اَنَا زیادہ ساتھ رہو اللہ والوں کے کہ انھیں جیسے ہو جائے جیسے ان کی انگلیاں انگلیں ہیں انہیں بھی وہ آسوں مل جائیں جیسے درد بھرے دل سے ان کے سجدے ہوتے ہیں ہم کو بھی نصیب ہو جائیں جیسے وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں ہم کو بھی وہی توفیق مل جائے وہ ساری نعمتیں ہم کو بھی مل جائیں جو اللہ والوں کو نصیب ہیں۔ یہ معنی ہیں كُتُوَابُ الصَّادِقِينَ کے کہ اتنا رہو ان کی صحبت میں کہ ان جیسے ہی بن جاؤ۔ اسی بے شک الامت نے فرمایا کہ کم چالیس دن تسلسل کے ساتھ اللہ والوں کی صحبت میں رہو۔ پہلے زمانہ میں کم سے کم دو سال تک لوگ اللہ والوں کی خدمت میں رہتے تھے پھر حاجی امداد اللہ صاحب نے یہ مدت چھ مہینے کر دی اور پھر حکم الامت نے ہمارے ضیعت وقفہ طلب کو دیکھ کر چالیس دن کی مدت کر دی کہ کم سے کم چالیس دن مشغ کے پاس رہنے لیکن مشغ اپنی مناسبت کا تلاش کیجئے۔ یہ چھریا رکھیے گا۔ بعض لوگوں کو شہر ہوتا ہے کہ آخر سب کو اپنا ٹریڈ بنانا چاہتا ہے اس لیے واضح کرتا ہوں کہ میرے قلب میں ہرگز ایسا خیال نہیں ہے۔ یہ لوگوں کی بڑگانی ہے۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ جیسے پہلے آپ اپنا بڈا گروپ ملاتے ہیں تب نون چڑھتے ہیں اسی طرح اپنی روحانی مناسبت کو دیکھ لیجئے۔ جس سے مناسبت ہو اس سے تعلق قائم کیجئے۔ مخلوق سے کنارہ کش ہونے کے کیا معنی ہیں؟ تو یہ عرض کر رہا تھا کہ

حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَغِلْ إِلَيْهِ تَبْتَغِيْلًا اپنے رب کا نام لیجئے اور ساری مخلوق سے کٹ کر اللہ سے جڑ جائیے لیکن مخلوق سے کٹنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جنگل میں چلے جائیے بلکہ یہ معنی ہیں کہ علاقہ خداوندی کو تعلقات دنیویہ پر غالب کر دیجئے اسی کا نام تبتل ہے جس کا دل چاہے تفسیر بیان القرآن دیکھ لے۔ تبتل کے معنی رہبانیت کے نہیں ہیں کہ بال بچوں کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر رہنے لگے۔ رہبانیت اسلام میں حرام ہے بلکہ تبتل کے معنی ہیں کہ ہم غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جائیں۔ دُنیا میں رہنا بیوی بچوں میں رہیں لیکن حق تعالیٰ کا تعلق ہماری تمام تعلقات پر غالب آجائے۔

ذکر کی ترغیب

رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اے دُنیا والو تم اپنے رب کے چمکدلوں سے ہم کو یاد نہیں کرتے ہو کہ آج آٹھ نہیں ہے۔ وال نہیں ہے، افلاں کا مہیے ہو گا۔ اسے جب ہم سُورج پیدا کر سکتے ہیں اور دن بنا سکتے ہیں تو ہم خدا کے ان کھلم کھیل نہیں کر سکتے؟ رَبِّ الْمَشْرِقِ کی یہ تفسیر ہے کہ جب میں مشرق پیدا کروں یا چلوں یعنی سُورج نکال دیتا ہوں اتنا بڑا کہ جو ساڑھے نو کروڑ میل پر ہے اور سارے عالم کو روشنی کرتا ہے جو اللہ اس کو پیدا کر کے دن پیدا کر سکتا ہے وہ تمہارے آٹھ وال کا انتظام بھی کر سکتا ہے۔ اللہ پر ہر دوسرے کے ذکر شروع کر دو۔ ذکر کرتے کرتے خواہ مخواہ وسوسا آتا ہے لیکن کیا کوئی ذکر چھوڑ کر آٹھ خریدنے جاتا ہے۔ خواہ مخواہ شیطان ذکر کے درمیان ہم کو بیکری اور اندھن میں گلا دیتا ہے۔ رَبِّ الْمَغْرِبِ اور اگر رات کی تمہیں تشریحات ہیں تو میں رب المغرب ہوں، رات کا پیدا کرنے والا ہوں

خالق لیل ہوں لہذا جب میں رات کو پیدا کر سکتا ہوں تو تمہارے رات کے
سب کام بھی بنا سکتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللّٰہ کے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے لہذا
اسی کے دروازہ پر سر رکھے پڑے رہو۔

سر ہا تجب نہ کہ بادہ خوردی

جو آخری دروازہ ہے آخری چوکت ہے ہی پر سر رکھے ہوئے اپنے
معمولات پر سے کرو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے صوفیائے ذکر نفی اثبات کا ثبوت
بھی مل گیا قَاتِلْهُمْ وَکَيْدُهُمْ اور اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنا لیجئے وہی ہمارا کار
ساز ہے اور اگر مخلوق ہماری مخالفت و دشمنی کرتی ہے تو نبیوں کے بھی دشمن ہوئے
ہیں وَجَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا لِّکِنْ يَهْدِي صُلُبِي سب تشریف نہیں ہے
پس جس طرح نبیوں کے دشمن ہوئے ہیں تو اسی کے کچھ نہ کچھ دشمن ہونا کیا عجب
کی بات ہے۔ کوئی گول ٹوپی کا مذاق اڑائے گا، کوئی تسبیح کا مذاق اڑائے گا،
کوئی کے گا کہ میاں یہ سبے ہوئے صوفی ہیں، مکار ہیں لیکن آپ صبر کریں

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ اس آیت سے تصوف و سلوک کے ایک اہم مقام صبر
کا ثبوت مل گیا جو صوفیا کا شعار ہے کہ مخالفین کی ایذاؤں پر صبر کرتے ہیں۔
وَاصْبِرْهُمْ هُوَ خَيْرٌ اَجْعَلْنِي اور ان سے جمال کے ساتھ کیسے الگ
ہوں؟ حبران میل کی مفسرین نے کیا تشریحات کی ہے؟ فرماتے ہیں اَلَّذِي لَا
يَشْكُوْنِي فِيْهِ وَلَا اِنْشِقَامَ یعنی نہ ان کی شکایت اور نصیحت کریں اور نہ انتقام
کا خیال ہو کہ چلو ہم بھی ان سے کچھ بدلہ لیں اور ان کو کچھ کہیں۔

تصوف کے مقامات و منازل کا ثبوت قرآن پاک سے

علامہ قاضی شہار اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ تفسیر منطری میں فرماتے ہیں کہ،
 وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَقُّ فِي ذِكْرِ اللَّهِ كَثُورٌ هُوَ ذَاكِرٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيُؤْتِي السَّحَابَ مِثْرًا مِمَّا يَرْسُلُ يُمِيطُ الْغَمَ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقُّ هُوَ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَزُولَ إِنَّ السَّمَاءَ بِحُكْمِهِ مُدْغَمَةٌ يَوْمَ تَفُوتُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَتَكُونُ أَجْثَادًا يُفْتَقَدُونَ
 کا ثبوت مل گیا اور تَبَيَّنَ لَنَا مِنْهُ تَهْوِي دِرْغَمَاتِ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيُؤْتِي السَّحَابَ مِثْرًا مِمَّا يَرْسُلُ
 کے ساتھ مشغول رہنے کی تسلیل کا ثبوت ہے۔ جو غلطی میں تھوڑی دیر مشغول
 بحث نہیں رہے گا جلالت میں جس کو دودھ بھرا کلام نصیب نہیں ہوگا فَاتَّبِعْهُ وَنُكَرْ
 سے توکل بھی ثابت ہو گیا تھا جس کی تمام وجوہات کے کہ اللہ تعالیٰ رب الشرق
 بھی ہے اور رب المغرب بھی ہے، جو دن اور رات پیدا کر سکتا ہے وہ چھارے
 رات و دن کے کام بنانے پر بھی قادر ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو سر پیدا
 کر سکتا ہے کیا وہ ٹوٹی نہیں پنا سکتا۔ ہذا سر قیسی سے یا ٹوٹی قیسی ہے۔ جو سدا
 بنا سکتا ہے وہ دروئی نہیں کھلا سکتا؛ اگر سدا میں کھینس ہو جائے تو وہی کاکھ
 روپے خرچ کرتے ہیں پھر بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح تمام صبر اور ہجران میں
 کا ثبوت بھی ان آیات میں ہے۔ تصوف کے جتنے منازل ہیں سب ان آیتوں
 میں ہیں۔

اب صرف دو منزلیں رہ گئیں۔ سورہ مزمل کے شروع میں اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا، يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ (الْأَقْلَبُ لَا) اس سے مسجد کی نماز اور

وَقَوْلِ الْعُرَّانِ قُرَيْشًا سِی سے تلاوت مستعدان کا ثبوت ہے۔ یہ دونوں
منشی کے اسباق ہیں۔ جتنے منشی ہیں سب کا آخری معمول زیادہ تر دائوں
کی نماز اور تلاوت قرآن ہو جاتا ہے۔ منشی پر آخر میں ان ہی دو چیزوں کا غلبہ
زیادہ ہو جاتا ہے۔ یعنی نماز تہجد اور قرآن کی تلاوت۔ قاضی شتاہ اللہ پالی بقی
رحمۃ اللہ علیہ جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے تھے کہ یہ اپنے
وقت کے امام بہت ہی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو ابتدائی سبق تھے ان کو اللہ تعالیٰ
نے آخر میں بیان فرمایا اور منشی کا سبق تھا اس کو پہلے کیوں نازل کیا، دیکھتے
دورہ بعد میں ملتا ہے، پہلے موقوف علیہ پڑھایا جاتا ہے لیکن یہاں مبتدی اور
متوسط کے اسباق بعد میں بیان ہوئے لیکن منشی کا اعلیٰ سبق پہلے نازل ہوا
اسی شکل کے جو اس پر فرماتے ہیں کہ جس پر قرآن نازل ہو رہا تھا وہ جوں کہ تمام تین
کے سردار ہیں، سید ائمہ تین امیر ائمہ تین تھے، ان سے بڑھ کر کون منشی ہو سکتا
ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
علوم مرتبت اور رفعت شان کے مطابق پہلے اعلیٰ سبق نازل فرمایا کیوں کہ جن
پر قرآن اتر رہا تھا وہ سب سے اعلیٰ تھے۔

کتاب اور صحبت کے متعلق ایک علم عظیم | ادب دو باتیں اور
عرض کرنا چاہتا

ہوں کہ جس وقت اقرارِ انبیاء و کتب نازل ہوئی

یہی ہے کہ ناکردہ قرآن درست

کتب غادر چند ملت پرست

وہ عظیم شخصیت جو نبوت سے آدھارستہ کی جا رہی ہے اس پر صرف انوار نازل ہونے کے ساتھ ہی ساری آسمانی کتابیں منسوخ کر دی گئیں۔ ابھی قرآن پاک مکمل نازل نہیں ہوا لیکن اس وقت جو لوگ ایمان لائے وہ سب ان کے انواروں سے روشن ہوئے۔ اس سے یہ بہن ملتا ہے کہ صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔ شرف صحابہؓ کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن نازل ہونے پر مشروط نہیں کیا بلکہ جو ابتدا میں ایمان لائے ان کا درجہ زیادہ فرمایا اور قرآن پاک مکمل نازل ہونے کے بعد جو ایمان لائے ان کو صحابہؓ کا وہ مقام نہیں ملا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جو حضرت عمر فاروقؓ کو جو حضرت عثمانؓ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہمؓ کو ملا معلوم ہوا کہ صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک آدمی آتا ہے اور مالتھان میں نبیؐ کو دیکھ لیتا ہے اور فرماتا ہے اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے بتائیے وہ صحابیؓ جو یا نہیں ابھی اس نے کوئی عمل نہیں کیا لیکن صحابیؓ ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی بہت بڑے بڑے اعمال کرے لیکن نبیؐ کو نہ دیکھے تو ادنیٰ صحابیؓ کے برابر نہیں ہو سکتا اس کی ایک اور مثال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی کہ شوریج و بچہ لینے کے بعد پھر کوئی دوسرا لاکھ چاند اور ستارے دیکھے بسے سورج دیکھنے والے کا مقام نصیب نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب نبوت تھے۔ میرا ایک نعمت کا شعر ہے۔

آپ کا ترسبہ اس جہاں میں

جیسے خورشید ہو آسمان میں

دوستو! صحبت اہل اللہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس پر اگر کتا بول کی

ماتیں لکھی جائیں تو حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بحکم الامت فرماتے ہیں کہ کیا مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی اور ہم لوگ عالم نہیں تھے لیکن آہ دنیا میں بھارا کوئی مقام نہ تھا لیکن جب حاجی صاحب کے پاس گئے نفس کی اصلاح کرائی، ذکر اللہ کیا حضرت حاجی صاحب کی دعاؤں اور توجہات سے اللہ تعالیٰ نے ان علماء کو کیا مقام عطا فرمایا کہ علم و عمل کے آفتاب بن کر چلے۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ جس نے اللہ والوں کی عزت کی اس نے دراصل اپنے رب کا اکرام کیا اور بَرَّانَ تَقَاتَا کے تحت اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی عزت عطا فرماتے ہیں مگر بحکم الامت فرماتے ہیں کہ دنیا میں عزت کی نیت سے کسی اللہ والے سے تعلق دیجئے۔ اللہ کے لیے کیجئے۔ عزت تو انشاء اللہ تعالیٰ خود ملے گی اور فرمایا میرے شیخ

اللہ والوں کا حق کب ادا ہوتا ہے؟ | شاہ عبدالحی صاحب

پھوپھوری نے کہ دیکھو آدم والوں سے آم لیتے ہو، کباب والوں سے کباب لیتے ہو، کپڑے والوں سے کپڑے لیتے ہو، مٹائی والوں سے مٹائی لیتے ہو لیکن اللہ والوں سے اللہ کیوں نہیں لیتے۔ غلامو! وہاں باکر بھی بس جھاڑ پھونک اور بقل میں دم کراتے ہو۔ ٹیکسٹری میں لے جاتے ہو کہ حضور یہ دھکے کی ٹیکسٹری ہے آپ ایک کلروٹی اٹھا کر مشین میں ڈال دیں لَا تَخْزُوْا وَلَا تَقْوَدُوْا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یہ قدر کی اللہ والوں کی کہ اُن سے کوئی ڈولائی مار بھی ہے لیکن میں اس کو منع نہیں کرتا۔ بے شک اُن کی برکت ہوتی ہے لیکن جس کی وجہ سے ان کو یہ برکت ملی وہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ یہ تعلق اور محبت اُن سے کیجئے

تب اللہ والوں کا حق ادا ہو گا۔ حضرت فرماتے تھے کہ جس نے اللہ والوں سے اللہ کی محبت نہیں کی، اس نے اُن کا کوئی حق ادا نہیں کیا اور اُن کی کوئی قدر نہیں کی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَسْلَامًا
عَلٰى خَيْرِ خَلْقٍ مَّخْتَلَفٍ وَاللّٰهُ وَصَّيَّهِ اَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

دوستو! قبولیت کا وقت ہے آج جمعہ کا دن ہے۔ یہ دُعا کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر اور بزرگوں کے صدقہ میں ہم سب کو سرفیضہ صاحب نسبت بنا دے اور نسبت بھی اتنی اونچی عطا فرما کہ اولیاء صدیقین کی نسبت عطا فرما دے۔ اے اللہ ولایت کی جو آخری منزل ہے وہاں تک ہم سب کو پہنچا دے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اولیاء صدیقین کی نسبت عطا فرما دے اے اللہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف ہے کہ جزا لا تقوٰں پر بھی مہربانی کر دے اَللّٰہُمَّ یُعْطِیْ بِدُعَیِّ الْاٰیْمَةِ خَلْقًا وَّ الْمُسْتَکْرِ اِسْمَیْ اے اللہ ہم آپ کریم سمجھ کر اور اپنی نالائقیوں کا اعتراف اور یقین کرتے ہوئے آپ سے یہ فریاد کر رہے ہیں اور اے اللہ جہاں جہاں دینی درس گاہیں ہیں ان کو قبول فرما۔ علماء دین کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرما دے۔ جتنے دینی فدام ہیں ان سب کو اور جتنے جہاں مانتریں ہیں سب پر ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو اور ہمارے اہل باب کو اے اللہ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما۔ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے اے اللہ کشمیر

میں جو عباد ہیں تصور میں اُن کی مدد کے لیے غیب سے فرشتے بھیج دے اے
 اللہ اپنی قدرتِ قاہرہ کے ڈنکے سے کفار کو پاش پاش کر دے اور مجاہد
 توڑ دے۔ اے اللہ ہوسنیائے مفلوم مسلمانوں پر رحم فرما۔ سارے عالم میں
 جہاں بھی مسلمان ظلم ہیں اے اللہ اُن کو مظلوم سے نہایت عطا فرما اختر کو اور ہم سب
 کو فلاح و برکت عطا فرما اور سارے عالم کے مسلمانوں کو نفع و برکت عطا فرما۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ
 النَّارِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِظُكَ الْعَنُوتَ وَالْعَافِيَةَ وَكَوْنَا مِنَ الْعَافِيَةِ
 وَالشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ
 مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

عظمت تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پہاں ہے تاجِ قیصری

قدرةِ دروغم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شاہانِ کائنات

وسعتِ قلب عاشقانِ ارض و سما سے کم نہیں

(حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب)